خبر متواتر اور اس کی حیّت

(امین احسن اصلاحی کی فکر کا تنقیدی جائزہ)

عاصم نعیم*

خبر متواتر کے بارے میں امین احسن اصلاحی کی فکر:

قرآن اور سنت ٗشریعت کے دو بنیادی مآخذ ہیں۔دین کی اساس انہی دو چیزوں پر قائم ہے۔اور دین کے قیام کے لئے دونوں چیزیں یکساں طور پر ضروری اور اہم ہیں۔ کیفیت وحالت کے اعتبار سے جُدا ہونے کے باجود دونوں میں قریبی ربط و تعلق ہے۔قرآن حکیم اور سنت نبویؐ کے باہمی تعلق کے ضمن میں مسلم اہلِ علم و دانش نے ہر دور میں اپنی اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ معتزلہ اور خوارج سے لے کر آج تک علمی دنیا میں اس موضوع پر مختلف اور متنوع قسم کے افکار وآراء کا اظہار ہوتا رہا ہے۔برصغیر پاک وہند میں تفہیمِ دین اور تفسیر و تبیینِ قرآن میں حدیث وسنت کی حیثیت سے متعلق کئی مکاتبِ فکر سامنے آئے۔

بیسویں صدی عیسوی میں جناب حمید الدین فراہی اور بعد میں ان کے شاگرد امین احسن اصلاحی نے قرآن اور حدیث وسنت کے باہمی تعلق کے بارے میں ایک منفرد منہج اپناتے ہوئے اپنے افکار وآراء کا اظہار کیا اور اپنی تصنیفات میں ان کا انطباق کیا۔ فہمِ قرآن وحدیث کے یہ نظریات ٗحدیث وسیرت ٗ فقہ و حکمت ٗ قانونِ جرم وسزا اور غلبۂ دین کی حکمتِ علمی کے سابقہ نظریات سے مختلف تھی۔ بعض لوگوں نے ان نظریات کو گمراہ کن ٗمتضاد افکار کا نمونہ اور حدیث کا انکار قرار دیا۔ جبکہ بعض افراد کے نزدیک یہ افکار دین کی اصل روح کے مطابق اور تجدیدِ دین کا صحیح تصور لئے ہوئے ہیں۔

امین احسن اصلاحی صاحب ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ان کے علمی ٗ فکری اور دینی اکتسابات بھی متنوع اور کثیر الجہات تھے۔ اصلاحی صاحب کے ذہنی اور فکری سفر کی داستان کافی طویل ہے۔اور ان کے مخصوص علمی اور فکری رجحانات کی تشکیل میں بہت سے عوامل کارفرما ہے۔جن اساتذہ نے ان کی نشو و نما اور تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا وہ سب دبستان شبلی سے تعلق رکھتے تھے۔مولانا حمید الدین فراہی سے ان کے تلمذ اور استفادہ کا دور ٗ طالب علمی کے اختتام اور دو تین سال کی صحافتی زندگی کے ایک مختصر وقفہ کے بعد ۱۹۲۵ء سے شروع ہوا اور ۱۹۰۳ء میں ان کے انتقال تک جاری رہا۔انہوں نے مولانا فراہی سے عربی ادب ٗ تاریخ اور فلسفہ پڑھنے کے ساتھ

---

* لیکچرر ٗ شعبہ علوم اسلامیہ ٗ پنجاب یونیورسٹی ٗ لاہور ٗ پاکستان۔

ساتھ قرآن حکیم پر تدبر و تفہم کے اصول بھی سیکھے۔ مولانا فراہی اپنے اصولِ تفسیر میں دیگر مفسرین سے کئی اعتبارات سے متفرد تھی۔ اصلاحی صاحب کی شخصیت اور فکر پر ان کے استاد کی گہری چھاپ ہے۔ مولانا فراہی کے قائم کردہ مدرسۃ الاصلاح پر بحیثیت مدرس ان کا قیام ۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۳ء تک کے عرصہ پر محیط ہے۔ اس دور میں یہ مدرسہ خالص فکر فراہی کا ترجمان اور نقیب رہا۔ جماعتِ اسلامی کے قیام ہی سے اس سے وابستہ ہوئے۔ جماعت اسلامی سے ان کی وابستگی ۱۷ طویل سالوں پر محیط ہے۔ اس پورے عرصہ میں وہ مولانا مودودی کے بعد جماعت اسلامی کے سب سے اہم قائد تھے۔

مولانا اصلاحی نے اپنے استاد کے وضع کردہ اصول اور منہج کے مطابق تفسیر تدبر قرآن لکھی جسے دینی ادب میں ایک نمایاں حیثیت حاصل ہوئی۔ تدبر قرآن سے فراغت پانے پر تدریسِ حدیث کا سلسلہ سالہا سال تک جاری رکھا۔ اس میں مؤطا امام مالک اور مسلم شریف مکمل پڑھائی جبکہ صحیح بخاری مکمل نہ کر سکے۔ آپ بعمر ۹۴ سال ۱۵ دسمبر ۱۹۹۷ء کو لاہور میں انتقال فرماگئے۔ (۱)

اصلاحی صاحب ایک نامور عالم، معلم و خطیب کے علاوہ مصنف، مولف اور مترجم کی حیثیت سے بھی کافی مشہور ہوئے۔ ان کی نمایاں ترین تصنیف بلا شبہ تدبر قرآن ہے جو ۹ جلدوں پر مشتمل ہی۔ تفسیرِ قرآن کے اصول انہوں نے "مبادی تدبر قرآن" میں بیان کیے تھے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے ادارہ" تدبرِ قرآن و حدیث" کے زیرِ اہتمام متعدد لیکچرز دیئے، جنہیں ان کے ایک شاگرد جناب ماجد خاور نے مدون کر کے "مبادی تدبر حدیث" کے نام سے شائع کیا۔ (۲) یہ وہ اہم کتاب ہے جس میں فراہی مکتبِ فکر کے اصولِ حدیث کو پہلی دفعہ مفصّل اور منضبط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کتابِ مذکور ایک دیباچہ، پیش لفظ اور دس ابواب پر مشتمل ہے۔ ذیل میں خبرِ متواتر کے بارے میں اصلاحی صاحب کے نقطۂ نظر کا ناقدانہ تجزیہ کیا گیا ہے۔

خبر متواتر کے بارے میں اصلاحی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ خبر متواتر کا اسم تو موجود ہے لیکن اس کا کوئی صحیح مسمّٰی موجود نہیں ہے۔ وہ احادیث جنہیں خبر متواتر کہا گیا ہے، تحقیق طلب ہیں۔ اگر تحقیق کے بعد وہ مذکورہ تعریف پر پوری اتریں تو انہیں متواتر مانئے لیکن مصنوعی طور پر کسی چیز کو متواتر بنانا صحیح نہیں ہے۔ لکھتے ہیں:

> "یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ خبرِ متواتر کا اسم تو موجود ہے۔ لیکن ہمارے علم کی حد تک اس کا کوئی صحیح مسمّٰی موجود نہیں ہے۔ بسا اوقات ایک حدیث کو 'خبر مشہور' کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔ لیکن تحقیق پر معلوم ہوتا ہے کہ تین ادوار تک اس کے راوی ایک ایک، دو، دو ہیں، جبکہ تیسرے یا چوتھے دور میں اس کے راوی زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے نزدیک وہ احادیث جنہیں خبرِ متواتر کہا گیا ہے، تحقیق طلب ہیں۔ اگر تحقیق کے بعد وہ مذکورہ

تعریف پر پُوری اتریں تو انہیں متواتر مانئے' لیکن مصنوعی طور پر کسی چیز کو متواتر بنانا صحیح نہیں ہے۔" (۳)

اصلاحی صاحب کے بیان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دو دعاوی کئے ہیں اور دوسرے دعویٰ میں پہلے دعویٰ کی خود ہی تردید کر دی ہے۔ اولاً کہا کہ متواتر حدیث کا وجود نہیں ہے اور بعد میں متواتر احادیث کو تحقیق طلب تسلیم کرنے کے بعد کہا کہ اگر وہ مذکورہ تعریف پر پوری اتریں تو انہیں متواتر مانئے۔ گویا متواتر احادیث کی معرفت اور ان کی تعداد کے علم سے متعلق اپنی محدود معلومات کا اعتراف بھی کیا اور پھر ان کو مشکوک اور غیر یقینی بنانے کے لئے انہیں تحقیق طلب بھی قرار دیا۔ اپنے ان دونوں دعاوی کی کوئی دلیل ذکر نہ کی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ محدثین نے جن احادیث کو متواتر قرار دیا ہے' ان احادیث میں سے ہر ایک حدیث کے متعلق یہ ثابت کرتے کہ مذکورہ حدیث متواتر نہیں ہے اور اس کے دلائل ذکر کرتے۔ تاہم انہوں نے پہلے تو ان کا وجود تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بعد میں اُن کو تحقیق طلب قرار دیا لیکن اس شک اور تردد کی بھی کسی بنیاد کا ذکر نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ جناب اصلاحی خبر متواتر کی کثرت تعداد جو محدثین کے نزدیک ثابت شدہ ہے کو محض مشکوک قرار دینا چاہتے ہیں۔

متواتر حدیث کا مفہوم:

عربی لغت میں متواتر اسم فاعل' صیغہ واحد مذکر ہے' جو تواتر مصدر سے مشتق ہے۔ تواتر کے معنی ہیں کسی چیز کا یکے بعد دیگرے اور لگاتار آنا۔ جب تسلسل سے بارش برسے تو عرب کہتے ہیں تواتر المطر یعنی مسلسل بارش ہوئی۔ (۴) گویا متواتر کے معنی پے در پے آنے والا۔

اصطلاحاً متواتر ہر اس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے ہر زمانہ میں راویوں کی کثیر التعداد جماعت اپنے ہی جیسی کثیر التعداد جماعت سے روایت کرے اور یہ تعداد سند کے ہر طبقہ (آغاز' وسط' آخر) میں اس قدر برقرار رہے کہ عقل کے نزدیک اتنی بڑی تعداد کا حدیث روایت کرنے میں قصداً یا اتفاقاً جھوٹ پر متفق و متحد ہو جانا ناممکن ہو نیز جس امر کے بارے میں وہ حدیث بیان کریں اس (امر) کا تعلق محسوسات (یعنی سماعت و مشاہدہ) سے ہو' نہ کہ معقولات سے اور بیان کرنے والے اور سننے والے دونوں کو اس حدیث سے ہی یقینی علم حاصل ہو نہ کہ قرائن یا کسی اور ذریعہ سے۔ (۵)

متواتر حدیث کی شروط:

متواتر حدیث کے اس اصطلاحی مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ اس میں تواتر کی صفت پیدا ہونے کے لئے درج ذیل شروط ضروری ہیں:

الف)۔ اسے راویوں کی ایک بڑی تعداد روایت کرے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ "بڑی تعداد" کم سے کم کتنی ہو۔ راجح قول یہ ہے کہ کم از کم دس راوی ہوں۔

ب)۔ یہ کثرت تعداد سلسلہ روایت یعنی سند کے ہر طبقے یا مرحلے میں پائی جائی۔

ج)۔ اس بڑی تعداد کا کذب بیانی پر متفق ہو جانا عادتاً محال ہو۔ اصول حدیث اور اصول فقہ کی کتابوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تواتر کا مدار محض کثرت رواۃ نہیں ہے بلکہ بنیادی چیز (یہ) تیسری شرط یعنی عقلاً و عادتاً ان رواۃ کے جھوٹ پر اتفاق کا محال ہونا ہے۔ (۶)

د)۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ متواتر حدیث کے مضمون (مطالب و معانی) کا تعلق محسوسات سے ہو یعنی جن چیزوں کو دیکھا، سنا، سونگھا، چھوا اور چکھا جا سکتا ہو اور روایت کرنے والوں نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوں، جن سے معلوم ہو جائے کہ انہیں اس حدیث کا علم صرف ظاہری حواس کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوا ہے۔ مثلاً انہوں نے یوں کہا ہو کہ ہم نے سُنا، ہم نے دیکھا، ہم نے مس کیا یا ہم نے سُونگھا۔

ہ)۔ پانچویں شرط یہ ہے یہ متواتر حدیث کے مضمون (معانی و مطالب) کا تعلق معقولات سے نہ ہو، یعنی وہ امور جن کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہو۔ اس بنیاد پر اگر راویوں نے کسی ایسی حدیث کو نقل کیا ہو جسے انہوں نے ظاہری حواس کے بجائے عقل کے ذریعے پہچانا ہو تو وہ متواتر، نہیں ہو گی۔ (۷)

اخبارِ متواترہ کا حکم:

خبر متواتر کا حکم یہ ہے کہ اس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ یقینی علم سے مراد وہ علم ہے جو اس قدر واضح ہوتا ہے کہ اسے سمجھنے کے لئے دلائل کی ضرورت بالکل نہیں ہوتی جیسے کوئی کہے: السماء فو قنا والارض تحتنا (آسمان ہمارے اوپر اور زمین ہمارے نیچے ہے) اس قول کو سنتے ہی آدمی اس کی صداقت پر یقین کر لیتا ہے۔

علمائے کرام نے اسی "یقینی علم" کا دوسرا نام "ضروری علم" رکھا ہے اور یہی علم اصل میں متواتر حدیث سے حاصل ہوتا ہے۔ ضروری علم وہ ہے جسے تسلیم کرنے پر انسان اتنا مجبور ہو جاتا ہے کہ اس سے کسی بھی صورت میں انکار کرنا ممکن نہیں ہو سکتا جیسے کل اپنے جزو سے بڑا اور جزو اپنے کل سے چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسے سمجھنے کے لئے نہ تو استدلال کی ضرورت ہے اور نہ ہی غور و فکر کی۔ مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بات ظنی علم سے شروع ہو کر یقینی (ضروری) علم کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے مثلاً بازار میں ایک شخص کے قتل کا واقعہ پیش آتا ہے۔ مقامِ قتل سے کچھ لوگ آکر اس قتل کے بارے میں ہمیں خبر دیتے ہیں۔ ان میں سے جب پہلا شخص خبر دیتا ہے تو اس سے ہمارے ظن کو تحریک ہو جاتی ہے۔ جب دوسرا اور تیسرا شخص اس بات کو دہراتا ہے تو اس سے توثیق ہو جاتی ہے اور جوں جوں مخبرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، اس خبر کی مزید تصدیق ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ خبر اتنی مشہور ہو جاتی ہے کہ لوگ اس کو ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور انہیں اس میں کسی

طرح کا تردد اور شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔اس کو علم ضروری کہتے ہیں۔ (۸) جو ہر انسان کو غور فکر اور استدلال کے بغیر ہی خود بخود حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے کسی تردد اور شک میں مبتلا نہیں ہونا پڑتا ہے۔ اس بنیاد پر علماء کرام نے جملہ متواتر احادیث کو ان کے راویوں کے بارے میں بحث و تمحیص کے بغیر ہی مقبول و واجب قرار دیا ہے اور ان کی تکذیب و تنکیر کرنے والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے مثلاً: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

والمتواترة لایبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیر بحث (۹)

"متواتر حدیث سے متعلق تحقیق نہیں کی جاتی بلکہ بحث کے بغیر ہی اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی لکھتے ہیں کہ:

"علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث متواتر سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور اس کی تعمیل واجب ہوتی ہی۔ حدیث متواتر بلانزاع حجت ہے۔البتہ منکرین حدیث 'نظام معتزلی اور اس کے ہم نوا اس کو حجت قرار نہیں دیتی۔" (۱۰)

خطیب بغدادی کہتے ہیں:

"اوجب وقوع العلم ضرورۃ" (۱۱)

"ضروری علم واجب ہوتا ہے۔"

علامہ خالد محمود' متواترات کی تکذیب و تنکیر کے مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"آنحضرتؐ سے جو حدیثیں تواتر کے ساتھ منقول ہیں ان کی تکذیب بھی حضورؐ کی تکذیب ہے۔ سو حدیث متواتر سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کا انکار کفر ہے۔ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دیا جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ایمان کے لئے آپؐ کی سب تعلیمات کو ماننے کی قید ہے۔کفر کے لئے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہے۔" (۱۲)

متواتر احادیث کی اقسام:

بنیادی طور پر متواتر احادیث کی دو قسمیں ہیں: فعلی اور قولی

فعلی متواتر:

یہ وہ احادیث ہوتی ہے جن میں حضورؐ کے روز مرہ کے افعال و اعمال کا ذکر ہو اور امت میں یہ نسل در نسل موروثی طور پر تسلسل سے منتقل ہوتے آرہے ہوں جیسے شعائر اسلام۔ مولانا انور شاہ کشمیری کی بیان کردہ اقسام متواتر میں سے یہ تیسری قسم ہے جسے انہوں نے تواترِ عمل یا توارث کے نام سے موسوم کیا ہے اور یوں اس کی توضیح کی ہے کہ: ہر زمانے کے لوگ جن امور دین پر عمل کرتے چلے آئے ہوں اور وہ ان میں جاری و ساری

رہے ہوں۔ وہ سب امور دین میں متواتر ہیں مثلاً وضو، وضو میں مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، نماز با جماعت، اذان، اقامت وغیرہ۔ (۱۳)

حدیث کی اسی قسم یعنی فعلی متواتر کو امین احسن اصلاحی، اُن کے پیش رو اور اُن کے جانشین سنت متواترہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور جسے انہوں نے قرآن کی طرح قطعی قرار دیا ہے۔

قولی متواتر :

یہ وہ احادیث ہوتی ہیں جن میں حضورؐ کے اقوال وارشادات مذکور ہوں اور امت میں یہ تواتر کے ساتھ ثابت ہوں۔ اس نوعیت کی احادیث دو طرح کی ہیں : لفظی اور معنوی۔

الف)۔ لفظی متواتر وہ احادیث ہوتی ہیں جن کے متون کے الفاظ و معانی دونوں متواتر ہوں۔ چنانچہ ڈاکٹر الطحان کہتے ہیں :۔

"المتواتر اللفظی ھوما تواتر لفظہ ومعناہ" (۱۴)

" لفظی متواتر وہ حدیث ہے جس کے لفظ و معنی دونوں متواتر ہوں"۔

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں :

" لفظی متواتر وہ حدیث ہے جس کو مذکورہ جماعت نے سند کے اول، وسط اور آخر میں ایک ہی صورت کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہو۔" (۱۵)

یعنی ابتداء سے انتہاء تک جملہ اسانید کے ذریعہ ایک ہی طرح کے الفاظ، تواتر کے ساتھ منتقل ہوتے آرہے ہوں اور کسی بھی دور میں کوئی ایسی سند نہ پائی جاتی ہو جس کے ذریعہ سے حدیث کے الفاظ میں ردوبدل واقع ہوا ہو۔ سند کے اس تواتر کے پیش نظر انور شاہ کشمیری نے ایسی حدیث کو تواتر سند یا اسناد کے نام سے موسوم کیا ہے۔

لفظی متواترات کی تعداد :

لفظی متواتر احادیث کی تعداد کے مسئلہ میں محدثین حضرات مختلف الخیال میں، بعض قلیل التعداد، بعض عدیم الوجود اور بعض کثیر التعداد ہیں۔ ڈاکٹر صبحی صالح کے مطابق اکثر علماء کا خیال ہے کہ اگر متواتر میں لفظی مطابقت کی شرط لگائی جائے تو قرآن مجید کے سوا اس کی مثال کوئی دوسری نہیں بن سکتی۔ ۱۶

حافظ ابن الصلاح اور علامہ نووی نے کہا ہے کہ اس نوعیت کی متواتر احادیث بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ حافظ ابن الصلاح نے اس کی مثال میں حدیث :

"من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار" (۱۷)

پیش کی ہی۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث لفظی طور پر متواتر نہیں ہے۔

ان کی آراء کے بر عکس بعض محدثین کہتے ہیں کہ احادیث نبویہ میں سے لفظی متواتر احادیث کی کمی نہیں ہے مثلاً:

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں علامہ ابن الصلاح کے قول کہ " لفظی متواتر حدیث نہایت ہی قلیل الوجود ہے" کی تردید کی ہے اور ان کی کثرت تعداد کی دلیلیں پیش کی ہیں۔ (۱۸)

۲۔ علامہ زین الدین عراقی نے ابن الصلاح اور نووی کے مذکور قول کا یہ جواب دیا ہے کہ: محدثین متواتر احادیث کی نشاندہی اشاروں سے نہیں کرتے بلکہ حدیث کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ ہمیں یہ الفاظ ملتے ہیں: تواتر عنه کذا (فلاں راوی سے یہ حدیث تواتر کے ساتھ مروی ہے) یا الحدیث الفلانی متواتر (فلاں حدیث متواتر ہے). (۱۹)

۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی کی بھی یہی رائے ہے کہ بہت ساری احادیث لفظی طور پر متواتر ہیں۔ اس بات کا ثبوت انہوں نے مستقل تالیف کی صورت میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ تدریب الراوی میں انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے اس نوع (یعنی لفظی متواتر احادیث) میں ایک کتاب تالیف کی ہے۔ کسی نے اس سے قبل اس جیسی کتاب نہیں لکھی۔ اس کو الا زھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ کتاب ابواب کے اسلوب پر مرتب کی ہے اور اس میں ہر ایک حدیث کی جملہ اسانید بیان کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ کس کس نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ پھر انہوں نے ان کا خلاصہ تیار کر کے اسے قطب الازھار کے نام سے موسوم کیا۔ اس میں بکثرت احادیث بیان کی ہیں۔ چند ایک یہ ہیں:۔

۱۔ حدیث کوثر جس کو پچاس سے اوپر صحابہ نے روایت کیا۔

۲۔ موزوں پر مسح سے متعلق حدیث جس کو ستر سے اوپر صحابہ نے روایت کیا۔

۳۔ رفع الیدین کی حدیث جس کو پچاس سے اوپر صحابہ نے روایت کیا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو سر سبز وشاداب رکھے جو میری بات سُنے پھر اس کو یاد رکھے۔ اس حدیث کو تیس سے اوپر صحابہ نے روایت کیا۔

۵۔ قرآن مجید سات حروف (لہجوں) میں نازل ہوا۔ اسے ستائیس صحابہ نے روایت کیا۔

۶۔ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔ اسے بیس صحابہ نے روایت کیا ہے۔

انہوں نے مزید مثالیں بھی ذکر کی ہیں۔ (۲۰)

تاہم بعض علماء کے نزدیک علامہ سیوطی کا لفظی متواترات کی کثرت کا قول اور مذکورہ بالا دعویٰ محل نظر ہے۔ علامہ راغب الطباخ لکھتے ہیں کہ علامہ سیوطی نے متعدد ایسی احادیث ذکر کی ہیں، جن کا عدم تواتر قطعیت کے

ساتھ معلوم ہے، کیونکہ سیوطی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ان کا مقصد متواتر لفظی کا جمع کرنا ہے۔ لیکن اکثر ایسی احادیث وہ بیان کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ خود یا ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے اپنی کتابوں میں تواتر معنوی کی صراحت کی ہے۔ (۲۱)

۴۔ علامہ سید محمد جعفر الکتانی نے بھی متواتر احادیث کے کثیر التعداد ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کا واضح ثبوت ان کی کتاب نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ہے۔ اس میں انہوں نے مختلف کتابوں اور اہل علم کی قلمی یادداشتوں میں منضبط متواتر احادیث کو جمع کر دیا۔ اپنی کتاب میں تواتر کے باب میں ایک طویل گفتگو کے بعد علامہ کتانی کہتے ہیں کہ:

> حاصل کلام یہ کہ متواتر احادیث بکثرت ہیں، مگر ان کی اکثریت میں تواتر معنوی ہے اور ضروریات دین میں اکثر امور دینی متواتر ہیں اور علماء کی مراد متواتر لفظی کا شمار کرنا ہے اس لئے کہ معناً متواتر احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ حصر و شمار میں نہیں آسکتیں۔۔۔ الخ (۲۲)

۵۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے مقدمہ فتح الملہم میں ان احادیث کی کثرت تعداد پر دلائل دیئے ہیں۔ (۲۳)

معنوی متواترات کی مثالیں :

معنوی یعنی قدر مشترک کے طور پر متواتر احادیث کی چند ایک مثالیں یہ ہیں :

۱۔ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی احادیث، (۲۴) حضورؐ سے ایسی تقریباً سو حدیثیں مروی ہیں۔ ہر حدیث میں ہے کہ آپؐ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے تھے۔ لیکن مواقع مختلف تھے اور ہر موقع کے متعلق روایت میں تواتر نہیں ہے لیکن سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ آپؐ نے دعا کیلئے ہاتھ بلند کیے تھے۔ اس لئے یہ قدر مشترک مجموعی طریق یعنی اسناد کے لحاظ سے متواتر ہے۔

۲۔ رسول اللہؐ کے معجزات، (۲۵) اگر ہم ہر ایک معجزہ کا سند و روایت کے لحاظ سے تجزیہ کریں تو انفرادی طور پر ہر معجزہ شاید متواتر نہ ہو سکے لیکن عمومی طور سے آپؐ سے معجزات کا صدور تواتر سے ثابت ہے۔ کلی طور پر آپؐ کے معجزات کے صدور سے انکار تواتر سے انکار ہوگا۔

۳۔ حاتم کی سخاوت تواتر سے ثابت ہے لیکن اس کی سخاوت سے متعلق انفرادی واقعات کہ اس نے فلاں شخص کو فلاں فلاں چیز دی (جیسے اونٹ، گھوڑے اور اشرفیاں وغیرہ) تواتر سے نہیں لیکن ان سب کی قدر مشترک یہ ہے کہ حاتم ایک سخی اور فیاض شخص تھا۔

۴۔ حدیث نزول عیسیٰ ابن مریمؑ، (۲۶) آں حضرتؐ نے مختلف موقعوں پر حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کی خبر دی تھی۔ یہ صرف کسی ایک موقع پر کہی گئی بات کا حاصل نہیں بلکہ متعدد روایات کی قدر مشترک ہے۔ سو یہ

۵۔ حدیث :لا نبی بعدی (۲۷) حضور اکرمؐ نے کئی مواقع پر یہ بات کہی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ اب اس حدیث کا انکار کفر نہیں تو اور کیا ہو گا۔ یہ حدیث ان پہلوؤں (یعنی مختلف مواقع کے لحاظ) سے یقینا درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ لا نبی بعدی کے کلمات لفظاً بھی متواتر ہیں۔

۶۔ نبیؐ کا فرمان: ویل للا عقاب من النا ر (۲۸) بھی متواتر ہی۔ اس کو بارہ صحابہ نے روایت کیا ہے جن کی عدالت قطعی ہے اور ان میں اکثر بیعت رضوان والے ہیں۔

۷۔ لا نورث ما ترکناہ صد قۃ (۲۹) بھی درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔

۸۔ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ میں نے احادیث متواتر کو تلاش کیا تو ایک مجموعہ حاصل ہوا جن میں سے حدیث شفاعت اور حدیث حساب اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی حدیث ہے۔ اسی طرح وضو میں دونوں پاؤں دھونے کی حدیث ہے جس کو چودہ صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح عذاب قبر کی حدیث ہے اور اس کے راوی تو انتہائی کثر ت سے ہیں اور ایسے ہی مسح علی الخفین کی حدیث ہے اور تواتر کا ان میں حصر نہیں ہے۔ کیونکہ تعداد رکعات ' رسول اللہؐ کا بدر اور احد اور غزوات میں جانا اور اذان اور اقامت اور جماعت اور خلفائے راشدین کے فضائل اور اصحاب بدر کی فضیلت سب بلا شبہ متواتر ہیں۔

۹۔ حدیث :

"من کذب علی متعمداً فلیتبواء مقعد ہ من النار" (۳۰)

کو روایت کرنے والے صحابہؓ کی تفصیل نقل کرتے ہوئے حافظ ابن الصلاح کہتے ہیں "اس حدیث کو صحابہ کرام کے ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے اور علامہ سیوطی کے بقول اس کو ستر سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے۔ پھر ان کے نام بیان کیے ہیں اور عشرہ مبشرہ صحابہ ان میں شامل ہیں۔ (۳۱)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ اخبار متواترہ بہت سے ہیں۔ متواتر لفظی اور متواتر معنوی بھی۔ یہ اقوال پوری تحقیق کے بعد لکھے گئے ہیں۔ بلا دلیل اور بلا تحقیق کے نہیں۔ ان کے راوی فقط ایک ایک یا دو دو نہیں ہیں بلکہ بارہ' چودہ' بیس' ستر اور ستر سے بھی اوپر صحابہ ہیں۔

متواتر کی بقیہ اقسام:

متواتر کی مذکورہ اقسام کے علاوہ مصادر میں درج ذیل دو قسمیں بھی بیان ہوئی ہیں: ۔

استدلالی متواتر : یہ قسم امام شاطبیؒ سے منقول ہے۔ ان کے بقول "وہ امر جس کے دلائل متواتر ہوں وہ استدلالی متواتر کہلاتا ہے۔ مثلاً اجماع و خبر واحد اور قیاس کا شرعی حجت ہونا بے شمار دلائل سے ثابت ہے۔ یہ دلائل مختلف مواقع پر مذکور ہیں اور الگ الگ ظنی ہیں' قطعی نہیں ہیں۔ مگر ان سب دلائل کا حاصل ایک ہے۔ (۳۲)

طبقاتی متواتر : وہ امور جو نسل انسانی کے ایک طبقہ سے دوسرے اور پھر تیسرے و چوتھے، اسی طرح تسلسل سے منتقل ہوتے چلے آئیں تو انہیں طبقاتی متواتر یا متواتر طبقہ کہا جاتا ہے۔ انور شاہ کشمیری کی بیان کردہ اقسام متواتر میں سے یہ دوسری قسم ہے۔

تواترِ سند، طبقہ اور عمل یا توارث کی یکجائیت :

سید انور شاہ کشمیری کی نظر میں بعض احکام میں تینوں قسم کا تواتر (یعنی تواتر سند، تواتر طبقہ اور تواتر عمل یا توارث) جمع ہو جاتا ہے، جیسے وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ تواتر کی ان تینوں قسموں سے عدم واقفیت کے سبب بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تواتر احادیث و احکام بہت کم ہیں۔ بعض احکام و مسائل ظاہر میں متواتر نہیں ہیں لیکن تلاش و تجسس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ متواتر ہیں۔ (۳۴)

متواتر احادیث کے مصادر :

یہاں مصادر سے مراد وہ کتب (مدونات) ہیں جن میں لفظی و معنوی نوعیت کی متواترات کا استعیاب کیا گیا ہے۔ لفظی اور معنوی متواتر احادیث پر تالیفات بکثرت ہیں۔ ان میں سے اہم درج ذیل ہیں :

۱۔ الفوائد المتكاثرة في الاخبار المتواترة :

یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) کی کتاب ہے۔ علوم الحدیث (اصول احادیث) کی بعض کتب میں یہ نام بتایا گیا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ یہ چھپ چکی ہے یا نہیں؟ اس کا قلمی نسخہ کہیں موجود بھی ہے یا کہ نہیں؟

۲۔ الازهار المتناثرة في الاخبار المتواترة:

یہ بھی امام سیوطیؒ کی تالیف کردہ ہے اور پہلی کتاب کا خلاصہ ہے۔ ازہر شریف کے مجمع البحوث الاسلامیہ نے اسے ۱۴۰۹ھ میں شائع کیا ہے اس میں کل ایک سو گیارہ احادیث ہیں۔

۳۔ قطف الازهار المتناثر في الاخبار المتواتر :

یہ بھی امام سیوطی کی تصنیف ہے اور اپنے سے ماقبل کی تلخیص ہے خلیل محی الدین المیس نے اس پر تحقیق کی اور المکتب الاسلامی بیروت سے یہ ۱۴۰۵ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔

۴۔ نظم المتناثرة من الحديث المتواترة :

یہ جعفر حسینی ادریسی کتانی کی کتاب ہے دار الکتب العلمیۃ بیروت سے یہ دوسری بار ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ علامہ کتانی نے اس کی احادیث کے مصادر پر بھی بحث کی ہی۔ (۳۵)

۵۔ لقط اللالئ المتناثرة في الاحاديث المتواترة :

یہ کتاب شیخ ابو الفیصل محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی المصری (م ۱۲۰۵ھ) کی تالیف کردہ ہے۔ محمد عبد القادر عطاء نے اس پر تحقیق کی اور دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے پہلی بار ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔

٦۔الحر ز المکنو ن من لفظ المعصو م الما مون:

یہ نواب سید صدیق حسن خان (م۱۳۰۸ھ) کی تالیف ہے۔ مؤلف نے اس میں مرتضیٰ زبیدی کی کتاب مذکورہ سے وہ چالیس احادیث جمع کی ہیں جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں۔ (۳٦)

نتائج بحث:

متواتر حدیث کے متعلق اس مختصر بحث کے نتائج میں چند اہم درج ذیل ہیں:

۱۔احادیث بنیادی طور پر صرف دو طرح کی ہیں' متواترات اور احادیث آحاد۔

۲۔ متواتر کی شروط اصل میں ایسی خصوصیات ہیں جو انہیں احادیث آحاد سے ممتاز کرتی ہیں۔ اور دونوں میں حد فاصل متعین کرتی ہیں۔

۳۔ متواترات میں سے کچھ فعلی ہیں کچھ قولی' پھر قولی متواترات میں سے بعض لفظی ہیں اور بعض معنوی۔

۴۔ لفظی متواترات کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مطلقاً الفاظِ رسول اللہؐ پر مشتمل ہوتی ہیں۔

۵۔ معنوی متواترات کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے صرف مضمون یعنی معانی و مطالب کے متواتر ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ جزوی طور پر ہر روایت کے الفاظ اور سببِ ورود کا۔

٦۔ اکثر و بیشتر دینی امور معنوی و عملی (فعلی) متواترات کے ذریعہ سے امت میں ابتداء سے منتقل ہوتے آرہے ہیں اور تعامل و توارث کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

۷۔ متواتر احادیث کثیر تعداد میں موجود ہیں ان کے مصادر اس امر کا واضح ثبوت ہے۔

۸۔ متواتر سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ جس کی تصدیق کیلئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہوتی ان سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کا بھی انکار کفر ہے۔

۹۔ حضورؐ سے معجزات کا صدور تواتر سے ثابت ہے ان کا نکار تواتر کا انکار ہے۔

۱۰۔ محدثین نے جن احادیث کو متواتر قرار دیا تھا' تحقیق و تدقیق اور اپنی پوری علمی دیانت کے بعد قرار دیا تھا۔ اصلاحی صاحب ان متواترات کو تحقیق طلب قرار دینے کے باوجود خود ان پر کوئی تحقیق نہ کر سکے۔ البتہ خبر متواتر اور اجماع کی تعریفوں میں التباس کا شکار ہو کر سنت متواترہ کی اصطلاح ایجاد فرمائی۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ جناب امین احسن اصلاحی کے حالاتِ زندگی کے ضمن میں مذکور معلومات ششماہی "علوم القرآن" علی گڑھ کے شمارہ: جلد: 'اشاعت جنوری ۱۹۹۸ء تا دسمبر ۲۰۰۰ء صفحہ نمبر: ۷ تا ۱۶ سے ماخوذ ہیں۔

۲۔ مذکور کتاب چار ابواب میں منقسم اور ۱۵۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے تجزیے کے لیے دیکھیے ! راقم کا مضمون: "مبادی تدبر حدیث" از امین احسن اصلاحی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ' در" مقالات سیرت نبوی ﷺ " (سیرت چیئر 'دی اسلامیہ یونیورسٹی' بہاول پور)' ۲۰۱۰ء' ص: ۲۳۱ تا ۲۵۶

۳۔ اصلاحی: مبادی تدبر حدیث' ص ۲۰' ۲۱ فاران فاؤنڈیشن' لاہور' ۲۰۰۰ء

۴۔ الطحان: تیسیر مصطلح الحدیث' مکتبہ رحمانیہ' لاہور' س ن' ص ۱۸

۵۔ متواتر حدیث کا یہ مفہوم اس کی کئی تعریفات سے ماخوذ ہے' مثلاً دیکھئے! السرخسی: اصول السرخسی' ۱/۲۸۲' قاسمی' جمال الدین: قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث' بیروت' ۱۹۱۶ء ص ۱۴۱؛ الطحان: التیسیر' ص ۸۱؛ اعظمی' محمد ضیاء الرحمٰن: معجم مصطلحات الحدیث و لطائف الاسانید' مکتبہ اضواء السلف' الریاض' ۱۴۲۰ھ' ص ۳۴۸؛ ابن حجر: نزھۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر' مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز' ۲۰۰۴ء' ص ۲۵

۶۔ سیوطی' جلال الدین: تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی' مصر' ۱۹۵۹ء' ۱/ ۸۵ ؛ اسعدی' عبیداللہ: علوم الحدیث' مجلس نشریات الاسلام' کراچی' ص ۵۵؛ ۷۔ الطحان: (م س) ' ص ۱۹

۸۔ احمد حسن: (مضمون: خبر متواتر) ' سہ ماہی فکر و نظر' اسلام آباد' شمارہ ۱۰' ص ۲۷

۹۔ ابن حجر: نزھۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر' ص ۱۸

۱۰۔ سباعی' مصطفیٰ: السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی' (مترجم اردو) فیصل آباد' ۱۹۷۱ء' ص ۱۲۸

۱۱۔ الخطیب: الکفایۃ فی علم الروایۃ' بیروت' ۱۹۹۵' ص ۱۶

۱۲۔ خالد محمود: آثار الحدیث' ۲/۱۲۸

۱۳۔ کشمیری' انور شاہ: فیض الباری' ادارہ تالیفات اشرفیہ' ملتان' ۱/ ۷۰ ۱۴۔ الطحان: التیسیر' ص ۱۹۔

۱۵۔ صبحی صالح: علوم الحدیث و مصطلحہ' منشورات الرضی' قم' ۱۹۵۹ء' ص ۱۴۸

۱۶۔ (نفس مصدر)

۱۷۔ ابن الصلاح: المقدمۃ فی علوم الحدیث' فاروقی کتب خانہ' ملتان' ۱۳۵۷ھ' ۶۵

۱۸۔ ابن حجر: شرح نخبۃ الفکر' ص ۲۰

۱۹۔ (ن م) ۲۰۔ السیوطی: التدریب' ۲/ ۱۲۷

۲۱۔ الطباخ' راغب: الثقافۃ الاسلامیۃ (اردو ترجمہ: افتخار احمد بلخی) 'اسلامک پبلیکیشنز' لاہور' ۱/ ۲۲۵

۲۲۔ (ن م)' ۱/ ۳۶۶

۲۳۔ عثمانی' شبیر احمد: فتح الملھم (المقدمۃ)' المکتبۃ الرشیدیہ' کراچی' ۱۳۵۲ھ' ۱/ ۶

۲۴۔ اس حدیث [رفع الیدین فی الدعا] کے چند مقامات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب رفع الناس ایدیھم مع الامام فی الاستسقاء، رقم الحدیث: ۹۷۳
۲۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب التکبیر عند الحرب، رقم الحدیث: ۲۷۶۹
۳۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل، رقم الحدیث: ۳۵۴۱
۴۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ اوطاس، رقم الحدیث: ۳۹۷۹
۵۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب رفع الایدی فی الدعاء
۶۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الوضوء، رقم الحدیث: ۵۹۰۴

۲۵۔ اس مضمون کی احادیث کے چند مقامات یہ ہیں۔
۱۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم الحدیث: ۳۳۰۶
۲۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب قتل المشرک النائم، رقم الحدیث: ۲۷۹۹
۳۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا، باب قبول الھدیۃ من المشرکین، رقم الحدیث: ۳۴۲۵
۴۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، رقم الحدیث: ۳۷۹۲
۵۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع، رقم الحدیث: ۹۵۷

۲۶۔ اس مضمون [نزول عیسی] کی احادیث کے چند مقامات یہ ہیں۔
۱۔ مسلم: الجامع الصحیح، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی الدجال وھو اھون علی اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۵۳۳۱
۲۔ احمد بن حنبل: المسند، کتاب المسند المکثرین، باب مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم الحدیث: ۶۲۶۸
۳۔ مسلم: الجامع الصحیح، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی خروج الدجال ونزول عیسی، رقم الحدیث: ۵۲۳۳

۲۷۔ اس حدیث [لا نبی بعدی] کے چند مقامات حسب ذیل ہیں۔
۱۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب من ذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث: ۳۱۹۶
۲۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ تبوک، رقم الحدیث: ۴۰۶۴
۳۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، رقم الحدیث: ۴۴۱۸
۴۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، رقم الحدیث: ۴۴۱۹
۵۔ مسلم: الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، رقم الحدیث: ۴۴۲۰
۶۔ الترمذی: السنن، کتاب الفتن عن رسول اللہ، باب ما جاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، رقم الحدیث: ۲۱۴۵

۲۸۔ اس حدیث [ویل للاعقاب] کے چند مقامات حسب ذیل ہیں۔
۱۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من رفع صوتہ بالعلم، رقم الحدیث: ۵۸
۲۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفھم عنہ، رقم الحدیث: ۹۴
۳۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین ولا یمسح علی القدمین، رقم الحدیث: ۱۵۸
۴۔ بخاری: الجامع الصحیح، کتاب الوضوء، باب غسل الاعقاب، رقم الحدیث: ۱۶۰
۵۔ مسلم: الجامع الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالھا، رقم الحدیث: ۳۵۳
۶۔ مسلم: الجامع الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالھا، رقم الحدیث: ۳۵۴

۲۹۔ اس حدیث[لانورث] کے چند مقامات حسب ذیل ہیں۔
ا۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب فرض الخمس، باب بدون الاسم، رقم الحدیث: ۲۸۶۲
۲۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب فرض الخمس، باب بدون الاسم، رقم الحدیث: ۲۸۶۳
۳۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب المناقب، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ، رقم الحدیث: ۳۴۳۵
۴۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر، رقم الحدیث: ۳۷۲۹
۵۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، رقم الحدیث: ۳۹۱۳
۶۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب الفرائض، باب قول النبی لانورث ماترکناہ صدقۃ، رقم الحدیث: ۶۲۳۱

۳۰۔ اس حدیث[من کذب علی] کے چند مقامات حسب ذیل ہیں۔
ا۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی، رقم الحدیث: ۱۰۷
۲۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب الجنائز، باب مایکرہ من النیاحۃ علی المیت، رقم الحدیث: ۱۲۰۹
۳۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث: ۳۲۰۲
۴۔ بخاری: الجامع الصحیح کتاب الادب، باب من سمی باسماء الانبیاء، رقم الحدیث: ۵۷۲۹
۵۔ مسلم: الجامع الصحیح کتاب المقدمۃ، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ، رقم الحدیث: ۴
۶۔ مسلم: الجامع الصحیح کتاب المقدمۃ، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ، رقم الحدیث: ۵

۳۱۔ ملاحظہ ہو! السیوطی: التدریب، ۲/ ۱۷۷تا ۱۸۰، انور شاہ کشمیری: فیض الباری، ۱/ ۷۰، خالد محمود: آثار الحدیث، ۲/ ۱۲۹، بحر العلوم: فواتح الرحموت، ۲/ ۱۲۰، ابن الصلاح: المقدمۃ، ص ۶۵

۳۲۔ الشاطبی: الموافقات فی اصول الشریعۃ، دار الکتب العربی، بیروت، س ن، ۴/ ۴۰

۳۳۔ کشمیری، انور شاہ: فیض الباری، ۱/ ۷۰

۳۴۔ الطباخ: (م س) ۱/ ۳۶۵

۳۵۔ بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری میں یہ کیٹیگری حدیث، نمبر ۵۶۷ کے تحت موجود ہے۔

۳۶۔ یہ کتاب آئی آر آئی اسلام آباد کی لائبریری میں موجود ہے۔